لوک ادب: تاریخی وثقافتی مطالعہ

کلیدی الفاظ :بولی ٹھولی # تیج تہوار# مذہبی رسومات #لوک ادب#تاریخ #

پروفیسرڈاکٹرمحمد یحییٰ صبا
شعبۂ اردو، کروڑی مل کالج،
دہلی یونیورسٹی، دہلی

Abstract: India, a land of immense linguistic diversity, has long been home to numerous dialects, each with its own rich literary tradition. These dialects contribute significantly to the languages they form, bringing with them a wealth of idioms, proverbs, words, and expressions. Urdu, like other languages, has its roots in a dialect and has, in turn, influenced and been influenced by the dialects spoken in the regions where it flourished. This has led to the development of a robust body of Urdu folk literature, challenging the notion that Urdu lacks folk traditions. Numerous folk songs, particularly those associated with weddings, rituals, harvests, and lullabies, are still sung in villages and towns across India, displaying the enduring popularity and significance of these

traditions.

Folk literature, an integral part of any society's language and culture, represents the oral traditions passed down through generations. It includes a wide range of forms-prose and verse narratives, poems, songs, myths, dramas, rituals, proverbs, and riddles-all of which have been transmitted orally. India's cultural diversity ensures a complex and varied body of folk literature, rooted in the languages, customs, and traditions of different regions, religious groups, and tribes. Folktales, often preserved and shared in vernacular languages, wield a powerful influence on the popular imagination, with folk heroes frequently becoming venerated figures in rural communities.

This article explores the rich tradition of Urdu folk literature and its role as a vehicle for cultural and civilizational expression. It aims to provide a comprehensive overview of folk literature, shedding light on its definition, characteristics, types, and concepts. Through this exploration, readers will gain a deeper

understanding and appreciation of the elements of folk literature and culture within Urdu literature, including customs, beliefs, superstitions, traditions, folk songs, tales, dramas, and their evolution.

یوں تو لفظ ''لوک'' سے مراد انسان، آدمی، بشر، لوگ، مرد، عالم ارواح، دنیا، عالم، جہان ہوتے ہیں، لیکن اردو ادب میں لوک ادب سے مراد نچلے طبقے کے ذریعہ خلق کیا گیا وہ ادب ہوتا ہے جس کا تعلق قدیم قبائلی نظام اور اس میں موجود رسم ورواج، بولی ٹھولی، تیج تہوار اور مذہبی رسومات وغیرہ سے ہو۔

لوک ادب انسان کے ذہنی ارتقا کا علامیہ ہے۔ توہمات کو ذہنی ارتقا میں ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان توہمات سے ابھرنے والے احساس اور آزادی کی جستجو نے لوک ادب کو جنم دیا۔ لوک ادب سے موضوعات کا تعین ایک مشکل کام ہے، لیکن ہمارے دائرہ نظر میں جو موضوعات ہیں، ان میں کائنات کی تکوین، اس کے نظم وضبط، دیوتاؤں کی پیدائش، انسان کی تخلیق، دیوی دیوتاؤں کی محبت، نفرت، بے پناہ عشق رقابت، بغض، کینہ، عناد، سازشیں اور عذاب وعتاب وغیرہ شامل ہیں۔

لوک ادب کی ابتدا انسانی زندگی کے ارتقا کے ساتھ ہوئی، لوک ادب انسانی وجود کے طویل عرصے پر پھیلے ہوئے احساسات اور تجرباتی سفر کی روداد ہے۔ ایک طویل عرصے تک یہ سب کچھ سینہ بہ سینہ چلتا رہا۔ تحریر کی صورت اس وقت ممکن ہوئی جب رسم الخط وجود میں آیا۔

لوک ادب کسی نہ کسی تاریخی، تہذیبی، سماجی اور لسانی پس منظر کا حامل ہوتا ہے۔ سماجی پس منظر کے طور پر حیرت انگیز، محیر العقول اور دلچسپ واقعات وحکایات کو اپنے اندر سمیٹے ہوتا ہے جس کے سہارے ہم ماضی کے دریچوں میں جھانک کر قدیم سماجی وتاریخی حقائق کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ انسانی معاشرے کے فکری واخلاقی ارتقاوزوال کا اندازہ بھی لوک ادب کے توسط سے لگایا جا سکتا ہے۔ لوکِ ادب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے اندر کسی قسم کی بنیادی تبدیلی یا ترمیم واضافے کو شاذ ہی روا رکھتا ہے اس لیے سیکڑوں، بلکہ ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود ان کی شکل وصورت اس حد تک کبھی نہیں بدلتی کہ اصل شناخت ناممکن ہو جائے۔ لوک ادب کی یہ خوبی قوموں کی تاریخی، ثقافتی، معاشرتی، فکری، فنی، لسانی اور ادبی خصوصیات کی بقا میں

معاون ہوتی ہیں۔کسی بھی زبان میں لوک ادب کے سرمایے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔لوک ادب انسان کا وہ سرمایہ ہے جو اس کی زندگی کو اس کے ادبی تہذیب وتمدن اور ثقافت کے اظہار سے ملتا ہے۔سماج کے نشیب وفراز، اس کے نظام ترکیبی اور اس کی گنگا جمنی بوقلموں کیفیتوں کو جس طرح لوک ادب ظاہر کرتا ہے وہ اس کی اہمیت کا ثبوت ہے۔

دیگر ہندوستانی زبانوں کی طرح اردو کی بھی عوامی جڑیں ہیں اور اس کا دامن عوامی جذبات کی ترجمانی کرنے والے لوک ادب کی روایت سے مالا مال ہے۔اردو زبان کی تشکیل ہی مختلف قوموں کے باہمی میل جول اور اجتماعی ارتباط کا نتیجہ ہے۔

اردو معاشرے میں بھی اپنی ماؤں سے لوریاں سنی جاتی رہیں، ان کی ولادت پر گیت بھی گائے گئے۔سردیوں کی کپکپاتی اور ٹھٹھرتی راتوں میں ان کی دادیوں اور نانیوں نے کہانیاں بھی سنائیں۔ان کی گھریلو تقریبات میں ڈھولک کی تھاپ پر کنواریوں اور شادی شدہ عورتوں نے گیت بھی الاپے۔ڈومنیوں نے انکی شادی بیاہ کے موقع پر شادیانے بھی بجائے۔البیلے موسموں نے ان کے دلوں میں ترنگ بھی پیدا کی۔انہوں نے ساون میں جھولا بھی جھولا۔صدیوں سے ہندوستانی معاشرے میں یہ سب ہوتا آیا ہے۔شمالی ہند میں اردو اور ہندی کا علاقہ مشترک رہا ہے۔دونوں ایک زمین، ایک جیسی تہذیب، مشترک آب وہوا کی پروردہ ہیں۔اردو اور ہندی بولنے والوں کی آبادی اکثر ملی جلی رہی ہے، اس لیے اردو اور ہندی کے لوک ادب، لوک گیت، لوک قصوں، لوک کہانیوں اور لوک کہاوتوں کا بہت بڑا سرمایہ مشترک ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر علاقے کے لوک ادب کو اس علاقہ کی بولیوں اور تہذیبی وتاریخی حقائق نے متاثر کیا ہے۔

1857ء میں جب انگریزوں کے خلاف باغیانہ جذبات کی آگ پھیلی تو عورتوں کے دلوں میں بھی وطن دوستی کے جذبات جاگ اٹھے اور انہوں نے اپنی جرأت اور شجاعت پر مبنی شاعری لوک ادب کے رنگ میں گائیں، جن میں ان کی بہادری اور طاقت وہمت کی داستانیں بیان کی گئی ہیں۔تحریک آزادی اور تحریک خلافت کے اجتماعی جوش وخروش کی ترجمانی کے لیے جو عوامی گیت لکھے گئے، وہ لاکھوں انسانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئے۔''آب حیات'' میں محمد حسین آزاد نے بھی لوک گیتوں کا ذکر کیا ہے۔رابندر ناتھ ٹیگور نے ایک موقع پر لکھا ہے:

> ''ممکن ہے میرے آرٹ کی شاہکار نظمیں فراموش ہو جائیں، لیکن
> میرے گیت ہمیشہ زندہ رہیں گے۔''

ٹیگور کے گیتوں کی ہمہ گیر مقبولیت کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے بنگال کے عوام کی من موہنی دھنوں میں اپنے گیتوں کو ڈھالا ہے۔اردو لوک ادب میں بھی ہر موقع کے گیت، ہر

تقریب کے گیت ہمارے جذباتی رشتوں اور تہذیبی قدروں کی آئینہ دار ہیں۔ اردو اور ہندی لوک گیتوں کی بعض دوسری اصناف میں بھی بڑا وقیع سرمایہ موجود ہے۔ مثال کے طور پر ''بارہ ماسہ چکی کے گیت، ساون کے گیت، دوہے، چہار بیت، دکھڑے اور زاریاں'' وغیرہ سیکڑوں ایسی اصناف دیہی علاقوں میں مشہور و مقبول ہیں۔ ان کا مقصد کسی قریبی عزیز یا دوست کی موت پر بین کرنا ہوتا ہے۔ ''زاریاں'' موت کے علاوہ دوسری طرح کی مصیبتوں اور دکھ درد کے موقعوں پر بھی عورتیں تنہا یا مل کر گاتی ہیں۔ ''چہار بیت'' پشتو علاقے کی دین ہے، یہ ناخواندہ قبائلی افغانی پٹھان فوجیوں، روہیلوں کے نغمے کی صورت میں پشتو زبان سے اٹھارہویں صدی میں اردو میں آئی تھی اور شمالی ہندوستان میں متعارف کرائی گئی تھی اس کا رواج یوپی کے علاقوں مثلاً رام پور، شاہ جہاں پور، بچھرایوں، سنبھل، امروہہ، مرادآباد، روہیلکھنڈ، راجپوتانہ، مدھیہ پردیش، بھوپال، آندھرا پردیش اور خاص طور سے راجستھان ٹونک وغیرہ میں رہا ہے اور مشرقی بہار کے اضلاع پورنیہ، ارریہ، کشن گنج، کے تعلیمی اداروں میں اس صنف کو جہاں ادبی مقام حاصل ہے وہیں دیہقانی زندگی میں یہ ثقافت کا پیش خیمہ بھی ہے۔ چہار بیت شعری محفلوں میں لوگ اجتماعی طور پر کورس کی شکل میں گاتے ہیں اور دف بجاتے ہیں اور جوش و خروش کے عالم میں اچھلتے، کودتے اور ناچتے گاتے ہیں۔

لوک ادب میں عوام کی زندگی، سوجھ بوجھ اور طرز فکر کا عکس صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس میں جہاں ایک طرف پیروں، فقیروں، سوداگروں، کسان، مزدوروں اور شریف گھرانے کے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، وہیں دوسری جانب ''چورا چکے، لچے، لفنگے، چرسیے اور بھڑوے بدمعاش'' بھی ملتے ہیں۔ لوک ادب میں عام لوگوں کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ ہزاروں سال سے انسانی تہذیب کا اٹوٹ حصہ بنی ہوئی ہے۔ انسانی سماج کو ہر سطح پر اس کے وجود کا احساس ہوتا ہے۔ سماج کا ایک بڑا طبقہ لوک ادب کو زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایک طرح سے زندگی کے متعلق عوامی فلاسفی یا عوام کے تصورات کا مظہر ہوتا ہے۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ان میں تبصرہ یا رائے زنی ہوتی ہے۔ لوک ادب میں عوامی کلچر اور عوامی طرز فکر کے سارے ہی پہلو اس خوبی سے سمٹ آتے ہیں کہ اگر کوئی پوری قوم فنا ہو جائے اور لوک ادب باقی رہ جائے تو اس گمشدہ تہذیب کے بیشتر عناصر کو اس کے توسط سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ البتہ ان کے وسیلے سے کی جانے والی بازیافت میں تہذیب کی زیریں سطح یعنی عوامی کلچر کو ہی نمایاں حیثیت حاصل ہوگی۔ کیونکہ لوک ادب نہ صرف عوامی کلچر کی بطن سے جنم لیتا ہے، بلکہ اس کلچر کی تشکیل، تعمیر اور اس کے انضباط و استحکام میں بھی اس کا رول بہت اہم ہوتا ہے۔ یہ ادب عوامی اور اجتماعی ہوتا ہے

،اسے عوام اپنے مروجہ عقائد اور رسم ورواج ،تہذیبی تصورات اور اجتماعی نفسیات سے قریب پاتے ہیں ۔ اسی طرح لوک ادب مختلف ادوار کے عام انسانی سماج کے رسم ورواج ،عقائد وافکار اور تجربات ومشاہدات کا آئینہ دار ہے ۔ ہندوستانی سماج کے طبقاتی نظام،نسلی امتیاز، امیری وغریبی کا فرق، آپسی بھید بھاؤ اور ذات پات کی تفریق یا پابندی سے متعلق عوامی ردعمل کو بھی اس میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے لوک گیتوں میں سادگی ، برجستگی ،معصومیت ، بے لوث اپنائیت اور سچائی پنہاں ہوتی ہیں ۔ یہ تصنّع سے دور خلوص وجذبات میں رچے بسے گیت، جب کسی کی سماعت سے ٹکراتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے عقائد،نظریات،زبان، ذات پات، دولت،غربت، آسودگی وافسردگی کی بھی دیوار ڈھے جاتی ہے اور انسان ان تمام بندشوں سے آزاد خالص انسانیت کے اعلی مقام کو چھونے لگتا ہے۔قومی یکجہتی کی یہی روح ہے جو ان گیتوں میں سمائی ہوئی ہے۔

لوک گیت لوگوں کے دلوں کی گہرائی سے نکلے وہ جذباتی بول ہیں جو شعری ولسانی ضابطوں اور پابندیوں سے آزاد ہیں،لیکن پھر بھی ان میں ایسا لحن اور سُر ہوتا ہے جو سننے والے کو نہ صرف مسحور کرتا ہے بلکہ متاثر بھی کرتا ہے۔

لوک ادب اپنے اندر سماجی ،معاشی ،معاشرتی اور تہذیبی قدروں کی ایک وسیع دنیا آباد کیے ہوئے ہے ۔ یہ گیت ہماری تہذیب ،رسم ورواج،عقائد اور رشتوں کا جامع انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ان گیتوں کی زبان خواہ کتنی ہی کھردری کیوں نہ ہو، الفاظ اور لہجے میں خواہ کتنا ہی عامیانہ پن کیوں نہ جھلکتا ہو، ادائیگی میں خواہ کتنی ہی بدسلیقگی کیوں نہ ہو،لیکن ان میں جن جذبات کا اظہار ملتا ہے، ان میں امنگ، جوش، ولولہ، مثبت وتعمیری فکر اور سا لمیت ویکجہتی کی لہریں ملتی ہیں۔

اردو میں لوک ادب کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ ضرورت ہے اس کی تلاش وتحقیق کی۔لوک ادب کے بارے میں برصغیر ہی نہیں، بلکہ یورپ کے ادیبوں اور نقادوں نے انیسویں صدی تک ہتک آمیز رویے کا مظاہرہ کیا اور اسے جاہل گنواروں کی تک بندی اور خرافات کا نام دیا ۔حالانکہ مطالعہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ لوک ادب میں مثالی زندگی گزارنے کے ساتھ معرفت حاصل کرنے کی باریکیاں بھی موجود ہیں موجودہ دور میں ضرورت ہے کہ اپنے لوک ادب پر خاص توجہ دی جائے ،اس کے سرمایے کو محفوظ کیا جائے تاکہ تصرف میں لاکر دوسری اصناف کے دامن کو معمور ومنور کرسکیں جس میں اردو کی ادبی تاریخ کی سرزمین اور زیادہ زرخیز اور وسیع ہو سکے۔

☆☆☆